مسئلہ افغانستان پر گول میز کانفرنس میں مولانا سمیع الحق کا موقف

پاکستان کو جنیوا معاہدہ پر دستخط کر کے افغان شہداء کے خون سے استہزاء نہیں کرنا چاہیئے

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے راولپنڈی میں ملک بھر کے علماء اور دینی قوتوں کا نمائندہ اجلاس بلا کر اس موقف کی بھرپور تائید حاصل کی

مولانا عبدالقیوم حقانی

دینی غیرت و حمیت اور اسلامی جذبہ جہاد سے سرشار افغان مجاہدین کی مسلسل آٹھ سالہ تاریخ ساز اور بے مثال قربانیاں بالا آخر رنگ لائیں اور روس نے افغانستان سے اپنی فوجوں کی واپسی کا مژدہ بھی سنا دیا ۔ روسی فوجوں کی واپسی کی بعد کیا واقعتہ" بھی افغانستان آزاد ہو جائے گا ؟ وہاں پر اسلامی ریاست کا قیام نفاذ شریعت کا عمل افغان مجاہدین کا امن و سکون سے اپنے ملک میں زندگی بسر کر سکنا ! یہ ہیں مستقبل کے مسائل جن کے حل کرنے میں افغان قائدین سیاسی مدبرین اور حکومت پاکستان نے حد درجہ حزم و احتیاط ہوشمندی او عزیمت و استقامت کا ثبوت پیش کرنا ہے ۔ پاکستان نے مسلسل آٹھ سال سے ایک سپرپاور اور ظالم جارح کے مقابلے میں مظلوم و مجروح کا بھرپور ساتھ دینے کی جو شاندار نظیر قائم کی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ پاکستان خود بھی سرخرو ہو اور اس کی کاوشیں افغان مجاہدین کی فتح مندی اور افغان مہاجرین کی باعزت وطن واپسی کا ذریعہ بن سکیں ۔

چنانچہ وزیراعظم پاکستان نے اسی مسئلہ کی نزاکت و اہمیت کے پیش نظرایک قومی موقف اختیار کرنے کی غرض سے ایم آر ڈی سمیت 19 سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کی آل پارٹیز گول میز کانفرنس بلائی سب نے وزیراعظم کے اس اقدام کو حوصلہ افزاء اور خوش آئند قرار دیا اور بعض لیڈروں کے بزعم غیر جمہوری اور متنازعہ اسمبلی کے غیر نمائندوں اور متنازعہ اسمبلی کے غیر نمائندہ اور متنازعہ وزیراعظم ہونے کے باوجود بھی بحیثیت ان کے واقعی وزیراعظم ہونے کے مسئلہ کی اہمیت کے نقطہ ضرورت کے پیش نظر یا پس پردہ کسی کے اشارہ ابرو کی اطاعت میں ان کی دعوت گول میز کانفرنس قبول کر لی گئی ۔

قائد جمعیت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو بھی وزیراعظم کا دعوت نامہ پہنچا تو جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ نے گول میز کانفرنس میں بھی اعلاء کلمتہ الحق کی خاطر قائد جمعیتہ کی شرکت ضروری سمجھتے ہوئے انہیں افغان مجاہدین کی بھرپور حمایت اظہار حق اور جمعیت کا موقف بیان کرنے کے لئے شرکت پر آمادہ کر لیا ۔

چنانچہ گول میز کانفرنس ۵ اور ۶ مارچ ۱۹۸۸ء دو روز تک جاری رہی جس میں زیادہ تر لیڈروں نے افغانستان کے مستقبل مجاہدین کے موقف اور مہاجرین کی باعزت واپسی کی تمام پہلوؤں کو نظر انداز کر کے معاہدے پر دستخط کر دئے جانے پر زور دیا بلکہ بزنجو ، پلیجو معراج محمد خان اور فتح یاب جیسے لوگوں نے تو مہاجرین کے خلاف اوچھی زبان بھی استعمال کی اور افغانستان میں مستقبل کی آزاد اسلامی حکومت کو ملاشاہی قرار دے کر نفاذ شریعت اور نظام اسلامی کا مذاق بھی اڑایا ۔ اس موقع پر اس نظریہ کے حامل لوگوں کو وزیراعظم کی موجودگی میں قائد جمعیت مولانا سمیع الحق نے جارح روس کے وکیل اس کی ایجنٹ اور زرخرید گماشتے قرار دیا اور کہا کہ مجاہدین کے بارہ میں اس قدر سوقیانہ اور روسی زبان کا استعمال ۱۳ لاکھ شہداء کے خون سے استہزاء اور تمسخر کے مترادف ہے ۔

کانفرنس کی اختتام پر کھانے کی میز پر جب مولانا شاہ احمد نورانی نے طنزا" شریعت کا ذکر چھیڑ دیا تو وزیراعظم نے نظام شریعت پر علماء کے عملاً" اتفاق کو چیلنج کیا جبکہ اس سے قبل بھی بی بی میں بلوچستان کے بلدیاتی کونشن سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم کا یہ بیان کہ اگر علماء متفق ہو جائیں تو حکومت بلا تاخیر شریعت نافذ کر دے گی ۔ اخبارات میں آ چکا تھا ۔ تو قائد جمعیت مولانا سمیع الحق نے تمام سیاسی جماعتوں کے لیڈروں اور ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والی علماء کی موجودگی میں وزیراعظم کے جواب میں کہا کہ جمعیت علماء اسلام کے رہنماؤں کا سینٹ میں پیش کردہ شریعت بل جس میں ۲۲ نکات سمیت شریعت کے تمام بنیادی اصولوں سمو دئے گئے ہیں تمام مکاتب فکر کے جید اور نمائندہ علماء کا متفقہ ہے اگر گول میز کانفرنس میں شریک کسی بھی مکتب فکر کے عالم دین کسی بھی سیاسی پارٹی کے کی رہنما ہاؤس کے کسی بھی سیاسی پارٹی کی رہنما یا ہاؤس کے کسی بھی معزز رکن کو اس کی کسی بھی دفعہ یاجزئیہ تک سے اختلاف ہو اور وہ قرآن و سنت کی علمی اور قطعی دلائل کی روشنی میں اس کی نشاندہی کر دے تو اسے بڑی خوشی سے قبول کر لیا جائے گا ۔ مگر عملاً" اس کی جرات کسی کو بھی نہ ہو سکی اور کیسے ہوتی کہ انگلی رکھنے کی جگہ ہی نہ تھی ۔

وہ خود بتائیں کہ روشن ہے آفتاب کہاں
مجھے یہ ضد بھی نہیں ہے کہ دن کو رات کہوں

گویا مولانا سمیع الحق نے وزیراعظم سمیت ارباب حکومت و سیاست سب پر عملاً" یہ واضح کر دیا کہ شریعت بل کے واقعتہ" "نظام شریعت" ہونے پر کسی کو اختلاف نہیں اختلاف کا مفروضہ ان کا گھڑا ہوا ہے جو عملاً" شریعت کے نفاذ میں مخلص نہیں ہیں ۔ ۱۹۸۵ء کا الیکشن ہو یا اس

سے قبل مارشل لاء کا دور ہو قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ اور ان کے صاحبزادے قائد جمعیت مولانا سمیع الحق نے ایک مسلمان اور عالم دین کی حیثیت سے حکومت کے ایوان میں اعلاء کلمۃ الحق کا جو موقف اختیار کیا تھا جو موجودہ دور میں کسی بھی سیاسی عمل کی وجہ جواز کے لئے نقطہ ضرورت کے مفروضے سے ہزار درجہ مقدم قطعی اور منصوص ہے آج حرف بحرف اس کی سچائیاں عملاً" سب کے سامنے نکھر نکھر کر ظاہر ہو رہی ہیں ۔ ہمیں کسی سے اس کے اقرار کرانے او بیان داغ ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ عملاً" سب نے یہی وجہ جواز پیش کی کہ مسئلہ افغانستان چونکہ ملک کے تحفظ اور مسلمان ملت کا مسئلہ ہے لہذا اپنا موقف خواہ حکومت اس کو ملحوظ رکھے یا نہ رکھے بیان کر دینا ضروری تھا جب کہ قائد جمعیت مولانا سمیع الحق آٹھ دس سال سے یہی کہہ رہے ہیں کہ جناب نفاذ شریعت کا مسئلہ تو سب پر مقدم اور فائق ہے ۔ کوئی مانے یا نہ مانے تحریک نفاذ شریعت اور غلبہ اسلام کے کام سے چھٹی کر لینا شان مسلم کے زیبا نہیں ۔ اعلاء کلمۃ الحق علماء حق اور نائبان رسول کا فریضہ منصبی ہے ۔ سلطان جائر (خواہ وہ فوجی حکمران کی صورت میں ہو یا پیپلز پارٹی اور مسلم لیگی وزیراعظم کی صورت میں ہو پارلیمنٹ کا ایوان ہو یا گول میز کانفرنس کا میدان ہو) ظالم بادشاہ کے سامنے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اور اسے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہی اور الحمد للہ کہ جمعیت علماء اسلام نے کسی وقت بھی دعوت و عزیمت کے اس تاریخ تسلسل کو قائم رکھنے میں کوتاہی نہیں کی جمعیت کے رہنما صدر ایوب یحیٰی خان وزیراعظم بھٹو صدر ضیاء الحق کی فوجی آمریت اور مسلم لیگ کی آمرانہ جمہوریت میں سیاسی فضاء کے تکدر ناموافق ماحول اور ناسازگار حالات میں بھی جس طرح اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرتی رہی اس جہاد عزیمت کے تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے وزیراعظم کی گول میز کانفرنس میں بھی جمہور مسلمانوں افغان مجاہدین کی ترجمانی اور مستقبل کے آزاد اسلامی افغانستان کے قیام و استحکام کے سلسہ میں قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے جمعیت علماء اسلام کا جو موقف پیش کیا وہ چونکہ تحریری نہیں تھا تقریر کی شکل میں تھا اس لئے اس کا مفصل متن تاحال نہیں مل سکا مگر اس کے بنیادی نکات اور خلاصہ تھا کہ :-

اب تک مسئلہ افغانستان میں حکومت پاکستان اور افغان مجاہدین کی پالیسی کامیاب رہی ہے مستقبل میں اس ٹھوس اور مضبوط موقف پر آزادی وطن اور حریت اقوام کا ایک تاریخ اور زریں باب رقم ہو گا اس وقت ہمارے سامنے اولین مسئلہ افغان مجاہدین کی ہمدردی اور مہاجرین کو پناہ دینا تھا ۔ اور الحمد للہ کہ اسلامی اخوت کی بناء پر ہم مظلوم افغان کی ہمدردی اور ہر ممکن امداد کرتے رہے جبکہ ان مظلوموں نے صرف اپنی ہی نہیں بلکہ پاکستان کے دفاع کی بھی جنگ لڑی ہے افغانستان کے میدان کار زار میں افغان مجاہدین کی بے مثال تاریخی قربانیاں اپنی مثال آپ ہیں ۔ اس سلسلہ میں ویٹ نام وغیرہ بھی پیچھے رہ گئے ہیں ۔ مجاہدین نے اپنے سے کئی گناہ ایک بڑی طاقت اور استعماری قوت کی یلغار کو بریک لگا دی ہے .... مگر اب روس میدان جنگ میں ہار جانے کے بعد بڑی شاطرانہ مثلیثی جال (روس ، بھارت ، امریکہ ، گٹھ جوڑ) سے مذاکرات کی میز پر مستقبل کی سیاست جیتنا چاہتا ہے جس کا واضح ثبوت بھارت کا کھل کر میدان میں آ جانا ہے تاہم مجاہدین کی بے نظیر پامردی اور استقامت سے افغانستان میں ہزیمت اور رسوا ترین شکست روس کا مقدر بن چکی ہے ۔ اور وہ اپنی فوجوں کی واپسی کے لئے خود ایک وقت متعین کر چکا ہے تو معاہدہ پر ہمارے دستخط کر دینے یا نہ کرنے سے ہر دونوں صورتوں میں روس افغانستان سے واپس جائے گا ۔

جنیوا مذاکرات کا روسی فوجوں کی واپسی سے کوئی تعلق نہیں ۔ فوجوں کی واپسی کا فیصلہ روس نے افغانستان میں اپنی ناکامی مجاہدین کی ناقابل شکست مزاحمت مقبوضہ مسلم علاقوں میں بیداری کی لہر' بین الاقوامی سطح پر ذلت و رسوائی اور بڑھتی ہوئی مذمت اور افغانستان کی بلاجواز جنگ کے داخلی نتائج اور گورباچوف کی نئی خارجہ پالیسیوں کا نتیجہ ہے ۔ اس سلسلہ میں جمعیتہ علماء اسلام کا موقف یہ ہے کہ روس نے 9 سال تک افغانستان کی تباہی اور ہلاکت کے جن سنگین اور بھیانک جرائم کا ارتکاب کیا ہے اب وہ نتائج کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری قبول کرے ۔ افغانستان کی تعمیر نو امن سکون کی بحالی مہاجرین کی واپسی اور آزاد اسلامی ریاست کے قیام اور بقاء و تحفظ اور اس کے استحکام کی ذمہ داری قبول کرے ۔ افغانستان کی تعمیر نو امن و سکون کی بحالی مہاجرین کی واپسی اور آزاد اسلامی ریاست کے قیام اور بقاء و تحفظ اور اس کی استحکام کی ذمہ داریوں میں اسے جکڑے بغیر وہ یونہی رخصت ہو گیا تو پھر وہ مستقبل میں جس طرح کی من مانی کرنا چاہے گا کر سکے گا تو پھر اس وقت اس کے ناک میں نکیل ڈالنا ناممکن ہو گا ۔

افغانستان میں روسی یلغار کا مقصد ہی یہی ہے کہ یہاں پر اس کا سکہ اور نظام چلتا رہے داوود ترکی امین کارمل اور نجیب سب اس کے پیادے فرستادے اور کٹھ پتلی تھے جب جارحیت کا خاتمہ اور روسی تسلط سے خلاصی ہی مقصود ہے تو لامحالہ جارحیت اور ظلم کے اثرات و ثمرات کو بھی محو کرنا ہو گا ۔

لہذا پاکستان کو موجودہ شکل میں جنیواء معاہدہ پر دستخط کر کے بلاوجہ ایک مضبوط حلیف قوت افغان مجاہدین کی ناراضگی ہرگز مول نہیں لینی چاہیے

جہاں تک امریکہ کی پالیسی کا تعلق ہے تو امریکہ اپنی نئی پالیسی سے ایک تیر سے دوشکار کھیلنا چاہتا ہے اور دو طرح کے فائدے حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ ایک افغانستان سے روسی فوجوں کا انخلاء اور دوسرا افغان مجاہدین کی آزاد اور اسلامی حکومت کی قیام میں رکاوٹ ۔

امریکہ سمیت دنیا کی سوشلسٹ کیمونسٹ اور لادین حکومتیں بظاہر افغانوں کی حمایت کے باوجود وہاں پر آزاد اسلامی ریاست کا قیام ہرگز نہیں چاہتیں ۔ چونکہ افغانستان میں اسلامی انقلاب کے اثرات ایران پاکستان اور وسط ایشیاء پر پڑ سکتے ہیں ۔ امریکہ نئی شاطرانہ پالیسی سے اس کا تحفظ اور سدباب چاہتا ہے اگر امریکہ ساتھ نہ بھی دے تب بھی مجاہدین اللہ کی نصرت اور بھروسہ پر ایک عظیم اسلامی انقلاب اور آزاد اسلامی ریاست کی قیام و استحکام میں انشاء اللہ کامیاب ہو کر رہیں گے ۔ بعض لوگ خانہ جنگی کے خطرہ کو سامنے لاتے ہیں ۔ خانہ جنگی کا اندیشہ دستخط کرنے نہ کرنے دونوں صورتوں میں موجود ہے ۔

امریکہ روس گٹھ جوڑ کی موجودہ پالیسی قبول کر لینے کی صورت میں مستقبل کے اندیشوں کے بارے میں گذارش ہے کہ اس پالیسی کو قبول کر لینے کی صورت میں بھی افغانستان کی سالمیت خانہ جنگی سے تحفظ اور اس کے

(باقی ص۱۲ پر)